ینکر تعالی علی من خرج عن حکم اللہ المحکم المشتمل علی کل خیروا لناھی عن کل شروعدل الی ما سواہ من الاراء والاھواء والاصطلاحات التی وضعھا الرجال بلا سند من شریعتہ اللہ کما کان اھل الجاھلیتہ یحکمون بہ من الضلالات والجھالات مما یصنعون باراءھم واھوائھم وکما یحکم التتار من السیاسات الملکیتہ الماخوذۃ عن ملکھم"چنگیز" الذی وضع لھم "الیاسق" وھوعبادۃعن کتاب مجموع من احکام وقد اقتبسہ من شرائع شتی من الیھودیتہ والنصرانیتہ والملتہ الاسلامیہ وغیرھا وفیھا کثیر من الاحکام اخذھا من مجرد نظرہ وھواہ فصار فی نبیہ شرعا۔ وبعد قولہ علی الحکم بکتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمن فعل ذالک منھم فھو کافر یجب علیہ قتالہ حتی یرجع الی حکم اللہ ورسولہ فلا یحکم سواہ فی قلیل ولا کثیر (ابن کثیر ج ۲' مکتبہ الریاض الحدیثہ)

اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر اظہارِ نکیر کرتا ہے جو اس کتابِ ہدایت سے روگردانی کر کے انسان کے خود ساختہ نظریات و خیالات اور ان اصطلاحات کی آغوش میں چلے جائیں جن کی کتاب و سنت میں کوئی سند نہیں ہے۔ حالانکہ یہ کتابِ ہدایت خود تمام بھلائیوں کاخزانہ ہے اور انسانوں کو تمام برائیوں سے روکتی ہے۔

دورِ جاہلیت کے لوگوں کا یہی حال تھا کہ وہ ان جاہلیتوں اور گمراہیوں کے پیرو تھے جن کو انہوں نے اپنے جی سے گھڑ رکھا تھا۔ اور لگ بھگ یہی حال تاتاریوں کا بھی تھا کہ انہوں نے اپنی سلطنت کا نظامِ سیاست اپنے بادشاہ "چنگیز خان" کے اس دستور سے اخذ کیا تھا جس کو "یاسق" نے ان کے لیے وضع کیا تھا جو حقیقت میں یہودی' نصرانی اور اسلامی وغیرہ قوانین سے ماخوذ ایک مجموعۂ قانون تھا (گویا کہ وہ اس زمانے کا ایک سیکولر نظامِ زندگی تھا۔ نعیم) اور اس کے بیشتر احکام اس کے اپنے ذہن و فکر کی پیداوار تھے۔ یہ قانونِ زندگی اس قوم کے تمام ہی افراد کے نزدیک واجب العمل تھے اور ان کو قرآن و سنت پر بالاتری حاصل تھی۔ پس ان میں سے جو لوگ بھی یہ حرکت کریں ان سے قتال واجب ہے۔ یہاں تک کہ وہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ کی طرف رجوع کریں اور ان دونوں کے علاوہ کسی بھی دستور اور نظامِ زندگی کو اپنے چھوٹے بڑے معاملات میں حکم نہ بنائیں۔

بقیہ بر صفحہ ۳۱

مولانا سیّد احمد عروج قادری مرحوم

(ایک شناسا کے تاثرات)

سیّد معین الدین احمد قادری

(قسط ۱)

موت ابنِ آدمؑ کی میراث ہے اور دردِ اجل لادوا ہے۔ "اجلِ مسمّٰی" کسی کی بھی نہ ٹلی ہے نہ ٹلے گی۔ ہر ذی روح کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ جو پیدا ہوا ہے اسے ایک نہ ایک دن یقیناً مرنا ہے۔ موت سے کس کو رستگاری ہے ۔

یہ سقفِ کہن ہے ابھی تک نئی
اسے دیکھتے یونہی دنیا گئی

(اسماعیل میرٹھی مرحوم)

با ایں ہمہ ایک عالم کی موت کو ایک جہان کی موت قرار دیا گیا ہے۔ مولانا عروج قادری مرحوم، مدیر "زندگیٔ نو" رام پور، یوپی کا سانحۂ ارتحال بھی دینی اور علمی حلقوں کے لیے اور تحریک اسلامی کے تعلق سے ایک محسوس اور عظیم حادثہ ہے اور ان کے خاندان، قدردانوں، احباب، نیاز مندوں، شاگردوں اور شناساؤں کے لیے غم انگیز اور پر آزمائش ابتلاء۔ **اللھم افرغ علینا صبرا وثبت اقدامنا !**

مولانا کی وفات نے جماعتِ اسلامی ہی نہیں، برصغیر کے علماء اور دینی حلقوں کی صفوں سے ایک باوزن اور مایہ الاستناد شخصیت کی جگہ خالی کر دی اور یہ معمولی خسارہ نہیں۔ یہ ایک ایسا خسارہ ہے جس کی تلافی اس عہدِ قحط الرجال میں آسان نظر نہیں آتی، **والعلم عندا للہ**۔ جس قادرِ مطلق، مدبرِ کائنات، زندۂ جاوید ہستی نے ایک طویل مدت تک ایک مومنِ مخلص سے اپنے دین کی خدمت لی اور توفیقِ ارزانی فرمائی، وہ تو بہرحال ہر "مافات" کی تلافی پر قدرت رکھتا ہے، **وما ذالک علی اللہ بعزیز**۔